رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا ۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خطوکتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر :- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۱۲	مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۲۲ء	یوم دوشنبہ	مطابق ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ	جلد ۱۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ باوجود نزلہ کی سخت شکایت کے روزانہ درس القرآن فرماتے ہیں۔ اور اس خیال سے کہ درس کے لئے زیادہ وقت مل سکے درس کا وقت بدلکر صبح سات بجے سے ۱۱ بجے تک کیا گیا ہے۔ سوائے جمعہ کے۔ جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ شروع ہوتا ہے۔ آج (۱۲ اگست) تک دوسرے پارہ کے چودہویں رکوع تک درس ہو چکا ہے ؛

شیخ مصباح الدین صاحب لنڈن میں تجارتی صیغہ میں کام کرنے کے لئے ولایت روانہ ہو گئے ہیں ؛

جناب حافظ روشن علی صاحب بفضل خدا صحت یاب ہو گئے ہیں

اخبار احمدیہ

ریاست کپورتھلہ کی مذہبی رواداری کا شکریہ

جماعت احمدیہ ریاست کپورتھلہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہت پرانی جماعتوں میں سے ہے۔ اور الحمد للہ کہ ریاست ہذا کی عام مذہبی رواداری سے بہرہ اندوز ہے۔

حال ہی میں جماعت کو ایک عید گاہ اور قبرستان کی اشد ضرورت تھی۔ چنانچہ جماعت کی درخواست پر پانچ گھماؤں اراضی جسمیں ایک چاہ بھی نصب ہے۔ ریاست کی طرف سے اسی مقصد کے لئے بطور معافی عطا ہوئی۔

ہم اس حدیث کے ماتحت کہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ (جو انسانوں کا شکر گذار نہیں۔ وہ خدا کا شکر گذار نہیں) جناب خان بہادر دیوان عبد الحمید صاحب بار ایٹ لار او۔ بی۔ ای۔ ایم۔ ایل۔ ایس وزیر اعظم کا اور ان کی وساطت سے ریاست کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور نیز اس حقیقت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ ریاست کے لئے ایسے مدبر اور روشنضمیر وزیر کی ہستی واقعی مایہ صد فخر و ناز ہے۔

خاکسار محمد احمد جائنٹ سکرٹری انجمن احمدیہ کپورتھلہ

(الفضل) ہم جماعت کی طرف سے جناب خان بہادر دیوان عبد الحمید صاحب وزیر اعظم ریاست کپورتھلہ کی اس رعایا پروری کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں کہ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ خدا تعالیٰ ایسے بیدار مغز اور روشنضمیر حکمران کو دین و دنیا میں اس کا بہتر سے بہتر بدلہ دے۔

ڈائری میں اصلاح

۱۷ر جولائی کے پرچے میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ڈائری میں یہ شایع کیا گیا ہے کہ :- " ہر شخص ترقی کرسکتا ہے - اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے - حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے - مگر دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرتؐ اس میدان میں سب سے آگے بڑھ گئے - اور خدا نے آیندہ کے متعلق بھی گواہی دے دی - کہ آپ آیندہ آنے والی نسلوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں "

اس میں کچھ حصہ تقریر رہ گیا ہے - جو یہ تھا - حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا :-

" جب ہو سکنے کا سوال ہوگا - تو ہم اللہ تعالیٰ کے لاانتہا انعامات و اس کی غیر محدود ربوبیت کو محض امکان کے ساتھ محدود نہیں کر سکتے - لیکن سوال یہ ہے - کہ کیا کوئی شخص رسول اللہ سے بڑھ کر دنیا میں ترقی کریگا - تو اس سوال کے جواب میں ہم بالوثوق کہتے ہیں - کہ نہیں کر سکیگا کیونکہ رسول اللہ فوت ہونے کے بعد بھی ترقی کر رہے ہیں کیونکہ بیشمار دعائیں جو آپ کے حق میں ہوتی چلی آرہی ہیں اور جو عظیم الشان ترقی آپ اسوقت تک کر چکے ہیں - وہ اس دوسرے انسان کو جس کا ابھی وجود ہی نہیں کہاں نصیب ہوگی "

یہ مفہوم تھا حضرت صاحب کے بیان کا ؛ زین العابدین

انجمن احمدیہ دہلی کے عہدیداران

(۱) پریزیڈنٹ - بابو اعجاز حسین صاحب سابق ایس - ڈی - او - دہلی ؛ (۲) سکرٹری - مرزا محمد شریف بیگ صاحب ... اسسٹنٹ جیلر - ڈسٹرکٹ جیل دہلی - (۳) تبلیغی سکرٹری - ماسٹر محمد حسن صاحب - آسان - دفتر اکونٹنٹ جنرل - دہلی (۴) اسسٹنٹ سکرٹری - منشی محمد عمر صاحب دفتر چیف کمشنر - دہلی -

الراقم - مرزا محمد شریف بیگ سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی

احمدی احباب سے خاص گذارش

جب آپ صاحبان کوئی تبلیغی ٹریکٹ یا اشتہار مفت تقسیم کرنے کے لئے شایع فرماویں تو مناسب تعداد میں ٹریکٹ و اشتہار وغیرہ بصیغہ بیرنگ خادم کو روانہ فرماویں - تاکہ مفت تقسیم کئے جاویں - امید ہے - کہ احباب ضرور اس طرح ثواب حاصل فرماویں گے -

محمد شفیع ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن گورنمنٹ کیٹل فارم حصار

ضرورت پتہ ونشان

آخر ۱۹۲۰ء میں میاں عبدالرحمن صاحب ٹیلر - خراسان مشہد ایران میں مقیم تھے - اس کے بعد ان کا پتہ ونشان نہیں - اگر کسی دوست کو معلوم ہو یا وہ صاحب خود جہاں پر ہوں - اپنے پتہ سے مطلع فرماویں -

محمد یامین تاجر کتب - قادیان دار الامان -

درخواست دعا

قاری غلام یٰسین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ایک عرصہ سے بیمار ہیں - احباب خصوصیت سے قاری صاحب کی صحت کے لئے دعا فرماویں ؛

(۲) کمترین عرصہ سے مشکلات و تکالیف میں مبتلا ہے جن کا سلسلہ ختم ہی نہیں ہوتا - باوجود حتی المقدور کوشش کے قرضہ سے سبکدوشی کی راہ نظر نہیں آتی ہے - احباب سلسلہ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں

خاکسار محمد رونق عفی عنہ - شاہجہانپور

(۳) عاجز ایک ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہے - احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ میرے واسطے شفایابی کی دعا فرماویں - مہرالدین احمدی عیال جہانگی

(۴) بندہ کو آجکل ایک بہت مشکل کام درپیش ہے احباب دعا فرماویں - کہ میں سرخرو ہو جاؤں -

ایم - این - ظفر احمدی چکوال ؛

صیغہ تعلیم و تربیت انجمن احمدیہ لاہور

لاہور میں حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے حسب ذیل درس جاری کرنے کا اعلان کیا ہے :-

(۱) ہفتہ - قرآن کریم (۲) اتوار - حدیث شریف سیرۃ نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم - آپ کے خلفاء صحابہؓ وازواج مطہرات کی زندگیاں - تاریخ اسلامی (ان میں سے کوئی ایک مضمون) (۳) پیر - تعلیم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام - آپ کی کتب سوانح اور اخبارات سے (۴) منگل - قرآن کریم (۵) بدھ - خطبات حضرت خلیفۃ المسیح - ہفتہ وار ڈائری اور سلف صالحین کے ملفوظات و حالات زندگی سے کوئی ایک مضمون (۶) جمعرات - احباب کا آپس میں تبادلہ خیالات - حل طلب سوالات کا جواب دینا یا انتظام کرنا - ناواقف بھائیوں کے علم و معلومات کا بڑھانا - بیاہ شادیوں کے لئے رشتوں کی تلاش اور رسومات مروجہ خلاف شریعت کا ترک کرانا - ہفتہ وار جلسہ کی کارروائی وغیرہ (۷) جمعہ - تعطیل -

دہلی میں عیسائیوں سے مباحثہ

سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ دہلی اطلاع دیتے ہیں کہ مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۲۲ء کو مسیح کی آمد ثانی پر عیسائیوں سے مباحثہ ہوا - ہماری طرف سے حکیم احمد حسین صاحب لائل پوری تھے اور عیسائیوں کی طرف سے پادری احمد مسیح صاحب - پہلی تقریر پادری صاحب نے کی جس میں کہا کہ مسیح نے صلیب پر جان دی - اور پھر تیسرے دن زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گیا - اور اس کے دوبارہ دنیا میں آنے کی علامات مقرر ہیں کہ قوم پر قوم چڑھیگی - قحط پڑیگا تب وہ بجلی کی طرح آئیگا - اور ساتھ ہی مسیح موعود پر اعتراض شروع کر دئے حکیم احمد حسین صاحب نے اس کے جواب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اسوقت بحث مسیح کے دوبارہ آنے پر ہے - نہ کہ مسیح موعود کی صداقت پر - اسلئے ان اعتراضات کو چھوڑ کر جو حضرت مسیح موعود پر کئے گئے ہیں - میں انجیل سے یہ بتاؤنگا کہ وہ صلیب پر نہیں مرے - اور نہ آسمان پر زندہ ہو کر گئے - اس کیلئے انہوں نے بتایا کہ مسیح نے کہا ہے - یونس نبی کے نشان کے سوا اور نشان نہیں دکھایا جائیگا - اور یونس نبی تین دن مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہکر نکل آئے تھے - نہ مردہ ہو کر زندہ ہوئے تھے -

پھر بائبل میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی صلیب پر مارا جاتا ہے - اسلئے اگر یہ مانا جائے کہ وہ صلیب پر مر گئے - تو گویا جھوٹے ہوئے اسلئے یہ غلط ہے - پھر مسیح نے خود دعا مانگی ہے کہ موت کا پیالہ ٹالا جائے - اسکے متعلق لکھا ہے کہ خدا نے انکی سن لی - پس وہ صلیب پر فوت نہیں ہوئے -

اسکے جواب میں پادری صاحب نے کچھ نہ کہا - اور پھر مسیح موعود پر اعتراض کئے - حکیم صاحب نے اپنے دعویٰ کو اور زیادہ مضبوطی کے ساتھ پیش کیا - اور آخر کامیابی کے ساتھ مباحثہ ختم ہوا -

نماز جنازہ

اہلیہ حافظ ہادی حسین صاحب چند یوم کی بیماری کے بعد بقضاء الٰہی فوت ہوگئیں - انا للہ وانا الیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۲۲ء

درس القرآن کے متعلق ہدایات

فرمودہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

یکم اگست ۱۹۲۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے درس القرآن شروع کرنے سے قبل ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں آیات قرآنی کے معنے اور تفسیر کرنے کے متعلق ہدایات فرمائیں - احباب کرام کی واقفیت کیلئے وہ تقریر درج ذیل کی جاتی ہے -

فرمایا - میں درس شروع کرنے سے پہلے چند ہدایات اپنے دوستوں کو درس کے متعلق دینا چاہتا ہوں اور ان ہدایات کو چاہتا ہوں کہ کھڑے ہو کر بیان کردوں - درس انشاءاللہ بیٹھکر دونگا - وہ ہدائتیں یہ ہیں -

(۱) ہمارے دوست جو باہر سے تشریف لائے ہیں - یا یہاں کے ہیں - اور جو اس بات کے محتاج ہیں - اور جنہیں ضرورت ہے - کہ وہ نوٹوں کو یادداشت کے طور پر محفوظ رکھیں - انھیں چاہئے - کہ جو بات میں بیان کروں - اسے لکھتے جاویں - مگر ایک بات مدنظر ہو - اور وہ یہ کہ عربی مقولہ ہے - مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ ساری چیز نہ مل سکے تو ساری چھوڑ بھی نہ دینی چاہئے - ساری بات کے لکھنے کی کوشش کے یہ معنے ہیں - کہ وہ ضائع ہوجائے - کیونکہ توجہ ایک طرف ہونے سے بہت سی باتیں رہ جاتی ہیں - ایک تو وہ لوگ ہیں جو الفاظ لکھینگے - مگر آپ لوگ الفاظ لکھنے کی کوشش نہ کریں - بلکہ بات کا خلاصہ اور حوالہ اور جو حصہ ضروری ہے وہ لکھیں - ورنہ مضمون یاد نہ رہیگا - اور خبط ہوجاویگا - سارا مضمون لکھنے کے لئے کچھ آدمی بٹھائے گئے ہیں - وہ سارا لکھینگے -

(۳) قرآن کریم کی تفسیر کے دو حصے ہیں - (۱) باریکیوں کے متعلق - (۲) ابتدائی امور کے متعلق جن کے بغیر قرآن کریم سمجھ میں نہیں آسکتا -

منشا یہ ہے - کہ یہ ترجمہ چھپ جائے - اس لئے یہ مد نظر رکھا گیا ہے - کہ وہ حصہ زیادہ لیا جائے جس سے قرآن کریم کے مطالب و معانی سمجھ میں آسکیں - اور باریک حصے کو اگر موقعہ اور فرصت ہو تو بیان کیا جاوے - اس وجہ سے ضروری حوالے اور اختصار ہوگا - مگر یہ زیادہ بوجہ پہلے پارے میں ہی ہوگا - کیونکہ اس میں زیادہ تاریخی مضامین ہیں - اور شاید دوستوں کے لئے یہ مشکل ہو - اس لئے ابتدائی امور کے متعلق جو باتیں ضروری ہیں - وہ بیان کی جائینگی -

(۴) ان دونوں دو اور باتیں مد نظر رکھی گئیں ہیں -

(۱) یہ کہ میر محمد اسحٰق صاحب مختلف مسائل پر لیکچر دیا کرینگے -

(۲) یہ کہ قرآن کریم کی آیات سمجھنے کے لئے بعض اصطلاحات کا سمجھنا ضروری ہے - اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے - کہ ان کے متعلق مولوی سید سرور شاہ صاحب آدھ گھنٹہ ایسی ہدایات لکھا دیا کریں - جن سے معلوم ہو جاوے - کہ حال کیا ہوتا ہے تمیز کیا - زبر کہاں آتی ہے اور پیش کہاں آتا ہے اور زیر کون دیتے ہیں - اور نصب کون -

یہ مسائل یادداشتوں کے طور پر لکھا دیویں - دوستوں کو ان لیکچروں میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے - اور ناغہ نہ کرنا چاہئے -

اس کے بعد مختصر طور پر قرآن کریم کے متعلق اصول بتاتا ہوں کہ قرآن کریم کی تفسیر کرتے وقت کن باتوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے - یہ باتیں جب تک مد نظر نہ ہوں - قرآن کریم کو انسان سمجھ نہیں سکتا - نکتوں کا سمجھ لینا اور ٹکڑوں ٹکڑوں کا سمجھنا علیحدہ بات ہے - لیکن جہاں سے بھی چاہے - حل کر لیوے - یہ ان کے بغیر نہیں ہو سکتا -

اس وقت میں جو باتیں بتانا چاہتا ہوں - ایسا نہ ہو کہ ان کو سن چھوڑو - اور لطف اٹھالو - بلکہ اگر دوست انھیں یاد رکھینگے - تو تفسیر قرآن میں بہت ممد ہونگی - وہ باتیں یہ ہیں -

اوّل :- کوئی کلام سمجھ میں نہیں آسکتا - جب تک انسان اس کے پڑھتے وقت یہ مد نظر نہ رکھے - کہ یہ میری زندگی کے کسی پہلو پر موثر ہے - لوگ یونہی بیٹھے بیٹھے کاغذ زمین سے اٹھا کر پڑھنے لگ جاتے ہیں - لیکن اگر تھوڑی دیر کے بعد پوچھو کہ اس میں کیا لکھا تھا - تو کہتے ہیں - یاد نہیں رہا - لیکن اگر کسی کی ترقی یا پاس ہونیکا خط آوے - تو میں خیال کرتا ہوں کہ اس کے الفاظ بھی یاد کر لیتے ہیں - تو قرآن کریم پڑھتے وقت اگر اس بات کو یاد رکھوگے - کہ قرآن کریم کا اس زندگی پر اثر پڑتا ہے اور اسی پر نہیں - بلکہ اگلی زندگی پر بھی اثر پڑتا ہے - تو تمہاری توجہ اور نظر بہت گہری ہوجائیگی - اور ذہن تیز ہوجاویگا - اور مطالب آسانی سے سمجھ لوگے -

ان باتوں کو مثالوں کے ذریعہ خود دکھلا لینا - لیکچر نہیں کہ میں مثالیں بیان کروں -

(۲) یہ بات مد نظر رکھو - کہ قرآن کریم رسّہ ہے حدیثوں میں اسے حبل اللہ کہا گیا ہے - گویا یہ ایسا رسہ ہے جو خدا اور بندے کے درمیان ڈالا گیا ہے - اس کا ایک سرا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے - اور دوسرا بندے کے ہاتھ میں - دنیا میں دو خیالوں سے چیزیں پکڑی جاتی ہیں -

(۱) یا تو کھینچنے کے لئے - اس کی دو صورتیں ہیں - یا تو صرف ایک کھینچتا ہے - جیسے کنویں والے آدمی کو باہر کا آدمی کھینچتا ہے - یا پھر دونوں ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں -

(۲) یا پھر پکڑنے کی یہ غرض ہوتی ہے - کہ ایک کی طاقتیں دوسرے میں منتقل ہو جاویں - جیسے ڈائنمیا میں - کہ بجلی کی تاروں کے ذریعے دوسری چیز میں حرکت پہونچائی جاتی ہے -

تو قرآن چونکہ حبل اللہ ہے - جو بندہ اور خدا کے درمیان ہے - اس لئے قرآن پڑھتے وقت انسان یہ نہ سمجھے - کہ قرآن میرے سامنے پڑا ہے - بلکہ یہ سمجھے کہ قرآن کریم رسی ہے - جو ایک طرف خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں اور دوسری طرف میرے ہاتھ میں ہے اور ان دونوں غرضوں کو مد نظر رکھے - (۱) کہ میں گڑھے میں گرا ہوا ہوں - اور خدا تعالیٰ مجھے اوپر کھینچتا ہے - یہ تو تنزیہی حالت ہے - کہ انسان گناہوں سے پاک ہونا چاہتا ہے - (۲) یہ کہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں تار ہے جس کے ذریعہ ترقیات کے لئے بجلی جاری ہے - اور مجھ پر اپنی طاقتوں کا انتقال ڈال رہا ہے -

یہ تو روحانیات کی باتیں ہیں - اب علمی باتیں جو ان سے اتر کر ہیں وہ بیان کرتا ہوں -

(۱) یہ کہ جو کلام کرتا ہے - وہ زیادہ مستحق ہے کہ معنے

وہ خود کرتا ہے۔ ان کو مقدم رکھا جائے۔ مثلاً قرآن کریم کی ایک آیت کے قرآن ہی دوسری جگہ معنے کرتا ہے۔ تو وہ مقدم ہونگے دوسرے کے معنوں سے۔ تو قرآن کریم کی ایک آیت کے معنے کرتے وقت دوسری کو دیکھو۔ کہ وہ کیا معنے کرتی ہے۔ اگر ایک آیت کے معنے دوسری میں کئے گئے ہوں۔ تو ان کو مقدم رکھو۔

۲۔ قرآن لانے والا زیادہ مستحق ہے اس کے معنے بیان کرنے کا۔ دوسروں کی نسبت۔ اس لئے قرآن کریم کے معنے کرتے وقت رسول کریم صلعم کے کلام کو مدنظر رکھو۔

۳۔ اس شخص نے اگر قولاً تفسیر نہیں کی۔ بلکہ عملاً کی ہو تو اس کو دیکھو۔ کیونکہ رسول کریم صلعم کا عمل بھی قرآن کریم کا مفسّر ہے۔ اس لئے یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ رسول کریم کے عمل نے کسی آیت کے کیا معنے کئے ہیں۔

۴۔ یہ دیکھنا چاہئے۔ کہ رسول کریم صلعم سے جنہوں نے قرآن کریم سیکھا۔ انہوں نے کیا سمجھا۔ لیکن اس میں ایک بات مدنظر رکھنی چاہئے۔ کیونکہ سمجھنے کے متعلق دو باتیں ہوتی ہیں۔ (۱) یہ کہ ایک شخص نبی کریم سے سُنتا ہے اور سمجھتا ہے۔ اور بیان کرتا ہے۔ (۲) یہ کہ خود کوئی معنے اخذ کرتا ہے۔ اور بیان کرتا ہے۔ تو صحابی کا قول تب معتبر ہوگا۔ کہ اس نے بتایا ہو۔ کہ رسول کریم سے سن کر میں نے ایسا کہا۔ یا اس کی عملی تفسیر کرے۔ یعنی یہ کہ اس پر اُس نے عمل کیا ہو۔ تب اس کی بات قبول کرینگے۔ کیونکہ دوسرے اس کے فعل کو چیک کرتے تھے۔ ورنہ جب تک قرآن کریم کی دوسری آئتوں کے ماتحت اس کے معنے نہ ہوں گے۔ نہ مانے جاوینگے۔

۵۔ یہ کہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو معنے کئے جا دیں وہ عربی لغت اور قواعد کے مطابق ہوں۔

۶۔ یہ کہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون۔ کہ ہم نے یہ کتاب اتاری ہے۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ اور اس کی حفاظت کا رسول کریم صلعم نے یہ گر بتایا ہے۔ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئینگے۔ جو تجدید دین کرتے رہینگے۔ اور ان میں سے ایک کے متعلق رسول کریم فرماتے ہیں۔ لو كان الايمان معلقا بالثريا لناله رجل من اهل فارس۔ اور بعض روایتوں میں لو كان القرآن بھی آتا ہے۔ کہ قرآن مٹ جاویگا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ مسیح موعودؑ کا کلام بھی قرآن کریم کی تفسیر کرنے کے لئے بہت اعلیٰ رہنما ہے۔ اس لئے مسیح موعود کے کلام کے مطابق جو معنے ہونگے وہ زیادہ ترجیح کے قابل ہوں گے۔

(۷)۔ یہ کہ قرآن کریم خدا تعالےٰ کا کلام ہے۔ اور دنیا میں خدا تعالےٰ کا فعل بھی جاری ہے۔ اس لئے تفسیر کرتے وقت یہ دیکھنا ہوگا۔ کہ خدا تعالیٰ کا قول اس کے فعل کے مطابق ہو۔ مثلاً کسی آیت کے دو معنے ہوتے ہوں۔ تو جو معنے قانون نیچر کے مطابق ہوں گے وہ مقدم ہوں گے۔ ان معنوں سے جو قانون نیچر کے خلاف ہیں۔

۸۔ یہ کہ قرآن کریم میں بعض ایسی باتیں ہیں جو زمانہ ماضی کے متعلق ہیں۔ ایسے امور کے متعلق وہ معنے مقدم ہوں گے۔ جو تاریخی شہادۃ سے مؤید ہوں۔ مثلاً کسی آیت کے دو معنے ہوتے ہیں۔ ایک کی تاریخ زبردست تائید کرتی ہے۔ اور دوسرے کی نہیں کرتی۔ تو وہ معنے مقدم ہوں گے۔ جو تاریخ سے ثابت ہیں۔

۹۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل کے اندر بھی روحانیت کا چشمہ کھوڑا ہے۔ اس لئے یہ مدنظر رکھو۔ کہ جو معنے کرو۔ اس کے متعلق اس چشمہ سے پوچھو۔ کہ یہ معنے جو ہم کرتے ہیں۔ دیانت داری سے کرتے ہیں یا کسی خیال کو مدنظر رکھکر۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان کوئی بات مدنظر رکھکر کسی آیت کا ترجمہ اس لئے کرتا ہے۔ کہ اسے ثابت کرے اس لئے اُس سے خرابی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ معنے کرو۔ جن کی تائید تمہاری ضمیر کرے۔

۱۰۔ یہ کہ قرآن کریم دنیا میں ہدایت کے لئے آیا ہے۔ اس لئے وہ معنے مقدم رکھو جو دنیا کے لئے زیادہ مفید ہوں۔ اور اس سے کم مفید کو ان سے ادنیٰ درجہ پر رکھو اور ان سے جو کم مفید ہیں ان سے ادنیٰ درجہ پر رکھو۔ مثلاً ایک معنے دنیا کے لئے زیادہ مفید ہیں۔ اور دوسرے ایسے ہیں جو لطیفہ ہیں۔ یا کم مفید ہیں۔ تو زیادہ فائدے والے معنے خدا تعالےٰ کے نزدیک زیادہ قبول ہونگے اور بابرکت ہوں گے۔

باریک گر تو اور زیادہ بھی ہیں۔ مگر یہ دس کافی ہونگے۔ اور دو روحانی جو پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

اس کے بعد میں پھر آپ لوگوں کو بتاتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کے متعلق خدا تعالےٰ رسول کریم صلعم کو فرماتا ہے۔ کہ ذکر لك ولقومك کہ تیرے لئے یہ شرف کا موجب ہے۔ اور جو چیز شرف کا باعث ہو۔ اس سے انسان غافل نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر کسی کو معلوم ہو۔ کہ فلاں کے پاس جاؤنگا۔ تو ترقی ملیگی یا ملازمت حاصل ہوگی۔ تو کیا نہیں جائیگا۔ یا کسی تاجر کو معلوم ہو۔ کہ فلاں جگہ مال خرچ ہوتا ہے۔ اور نفع حاصل ہو سکتا ہے۔ تو کیا وہاں نہ پہونچیگا۔ اسی طرح جب قرآن شریف موجب شرف ہے تو دوستوں کو چاہئیے۔ کہ اس سے غافل نہ ہوں۔ بلکہ اسے سیکھیں اور عمل کریں۔ اور تبلیغ کریں۔ اسی لئے میں نے یہ درس رکھا ہے۔ اس میں ایک ایک منٹ لگا کر خوب سمجھو سیکھو۔ اور گھروں میں جاکر سکھاؤ۔ ہماری ترقی کی ایک ہی سبیل ہے۔ کہ قرآن کریم ہمارے دلوں میں ہو۔ اگر یہ ہمارے دلوں میں داخل ہو جاوے تو دنیا کی کوئی حکومت ہمیں مٹا نہیں سکتی۔ چونکہ ہمارا مٹنا قرآن کا مٹنا ہوگا۔ اور یہ ممکن نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ قرآن مجید کو مٹتا دیکھے۔ اور خاموش رہے۔ پس جب ہمارے دل میں قرآن ہوگا۔ تو خدا تعالےٰ قرآن کی خاطر ہماری حفاظت کریگا۔ قرآن کریم ایسی گھڑی اور ایسے وقت میں نازل ہوا تھا جب کہ دنیا میں ظلمت اور تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ تمام مذاہب خراب ہو چکے تھے۔ آپس کے تمام تعلقات بگڑ چکے تھے۔ مگر قرآن شریف نے ان میں ایسا تغیر پیدا کیا۔ کہ مخالفین نے بھی مانا ہے۔ اور یورپ کے مصنفین کی کتابیں میں نے پڑھی ہیں۔ جن میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ قرآن میں اور کوئی بات ہو یا نہ ہو۔ مگر اس میں ایسی بات ضرور ہے جو دلوں پر اثر کرتی ہے۔ اور جس نے لاکھوں دلوں پر تصرف کر لیا ہے۔

پس قرآن کریم کو سیکھو اور دوسروں کو سکھانے اور اس کو پھیلانے کی کوشش کرو۔ جو لوگ آئے ہیں۔ انہیں چاہئیے کہ جاکر دوسروں کو پڑھائیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے درس جاری کیا ہے۔ اور آج تو صحت بھی خراب ہے۔ اس وقت تک سات دست آچکے ہیں۔ سر درد بھی ہے۔ مگر باوجود کمزوری صحت کے میں آگیا ہوں۔ تاکہ آپ لوگ جو آگئے ہیں۔ آپ کا حرج نہ ہو۔

اب آپ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ جاکر قرآن کریم کو دوسروں میں پھیلا دیں۔ تاکہ ہمیں بھی ثواب ہو ٭

آپ لوگ دیکھیں گے۔ کہ کس طرح قرآن کریم بتاتا ہے کہ اعلیٰ روحانی ترقی کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور صحیح تاریخ کو کیسے ثابت کرتا ہے۔ اور ایسے گر جن سے خدا تعالیٰ کا تعلق بندوں سے اور بندوں کا تعلق آپس میں ایسا قائم ہو۔ کہ جس سے تمام فتنے اور فسادات دور ہو جاویں کس فصاحت سے بیان فرماتا ہے ٭

اس کے بعد میں یہ بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا۔ کہ یہ احسان اور فضل ہم پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی ہوا ہے۔ ایمان اور قرآن ثریا پر چلا گیا تھا۔ اور مسیح موعود کے ذریعہ ہی واپس آیا اور ہمیں حاصل ہوا ہے۔ دنیا میں کسی جگہ بھی اسپر لوگوں کا ایمان ہمارے سوا نہیں ہے۔ وہ اس کے لئے لڑنے پر تو تیار ہو جاوینگے۔ مگر ایمان نہیں رکھتے۔ ہمارے کالج کے طلباء سناتے ہیں۔ کہ ایک پروفیسر جو بڑا لائق ہے کہا کرتا ہے۔ کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ مگر (شکسپیر از ونڈر فل) یعنے شکسپیر عجیب انسان ہے۔ اس کی کتاب پڑھکر انسان حیرت میں آ جاتا ہے۔ وہ قرآن کے متعلق اتنا بھی کہ یہ خدا کی کلام ہے۔ اسلئے کہتا ہے کہ کوئی احمدی طالب علم ناراض نہ ہو جاوے۔ مگر یہ بھی اس کی جہالت ہے کیونکہ جو اس کے سامنے ہوتے ہیں۔ وہ بھی اسی جیسے ہوتے ہیں۔ اگر فی الواقع قرآن پر ایمان ہوتا۔ تو قرآن کے مقابلے میں شکسپیر کی کتاب پیش کرنے کے کیا معنے؟ در حقیقت ہم سمجھتے ہیں کہ یورپ کے فلسفی سوائے اس کے کہ دل کو لبھا لیویں۔ اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اور باصل بات یہی ہے۔ کہ قرآن اور ایمان ثریا تک چلا گیا تھا اور اسے حضرت مسیح موعود لائے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ لوگ چھٹیاں لیکر قرآن کریم پڑھنے کے لئے آئے ہیں۔ ورنہ اور لوگ کہاں اس طرح پڑھتے ہیں۔

بس جس طرح ہم پر یہ فرض ہے کہ قرآن کریم پڑھیں اور فائدہ اٹھاویں۔ اور اس کے لانیوالے پر درود بھیجیں اور دعائیں کریں۔ اسی طرح یہ بھی فرض ہے کہ ہم اس شخص پر بھی درود بھیجیں اور دعائیں کریں۔ جس نے اس کا فہم ہمیں عطا کیا ہے۔ ورنہ احسان فراموشی ہوگی۔ کیونکہ اگر مسیح موعود نہ آتے۔ تو ہمیں بھی قرآن کریم نہ آتا۔ اور آج ہمارے نزدیک بھی قرآن کریم مُردہ ہوتا۔ اگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف نہ لاتے۔ دیکھو یہی قرآن کریم ہے۔ جسے غیر احمدی چھپاتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ ایک تلوار ہے۔ جس کے مقابلہ میں کوئی دشمن نہیں ٹھہر سکتا۔ ہمارے دوسرے پارے کے چھپنے میں جو دیر ہو گئی۔ تو فوج کا ایک لفٹننٹ تھا جس کو ایک احمدی نے پہلا پارہ پڑھنے کے لئے دیا ہوا تھا اُس نے کہا کہ اپنے خلیفہ صاحب کو لکھو۔ کہ کیا انہیں میرا مسلمان کرنا منظور نہیں۔ کہ اگلا پارہ نہیں نکالتے اس قسم کی باتوں سے میں نے نیت کی ہے کہ اس درس کے نوٹ چھپ بھی جاویں ٭

تو یہ زندہ کتاب جو مسیح موعود نے آکر دی ہے اس کے متعلق ہمارا فرض ہے کہ لانیوالے پر بھی درود بھیجیں اور اس پر بھی جس نے مُردہ ہونے کے بعد اُسے زندہ کیا ٭

اس کے بعد میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ اختلافات کی وجہ سے جماعت کو اس طرف توجہ نہ رہی تھی جو منشار حضرت مسیح موعود کا تھا۔ مگر جس طرف چلانے کا حضرت صاحب کا منشار تھا۔ اس کی طرف چلانے میں بہت بڑا حصہ اور بہت ہی بڑا حصہ حضرت خلیفہ اول رض کا تھا۔ جو جوش اور جو محبت قرآن کریم کے متعلق حضرت خلیفہ اول رض کو تھی اسے وہی جانتا ہے۔ جو کبھی آپ کی مجلس میں بیٹھا۔ اور وہ ایسی محبت تھی جو زبان سے ادا نہیں ہو سکتی۔ اسے دل ہی محسوس کرتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک سوکھی ہوئی شاخ ہو۔ جو جلا دینے کے قابل ہو۔ اسپر زور سے بارش پڑے۔ اور اُسے ہری کر دے۔ حضرت خلیفہ اول رض کے بیٹھے ہوئے اگر قرآن کا لفظ آ جاتا تو ایسا ہی معلوم ہوتا کہ گویا ایک سوکھی شاخ تھی۔ جو ہری ہو گئی۔ تو جس قدر قرآن پر جماعت کو راسخ کرنے کا کام ہے۔ اس میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ہمیں قرآن کریم پڑھتے وقت خدا تعالیٰ نئے علوم بھی دیتا ہے۔ مگر اس کا بیج مسیح موعود نے ہی گاڑا ہے۔ اور حضرت خلیفہ اول نے اسکو سینچا۔ اور بڑھایا ہے۔ اسلئے ان کا بھی بہت بڑا کام ہے۔ اور قرآن پڑھتے وقت ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی ان کے احسان کو نہیں بھلا سکتیں ٭

اس کے بعد میں یہ توجہ دلاؤں گا کہ کوئی چیز مفید اور فائدہ بخش نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اس سے فائدہ نہ اُٹھاویں۔ مثلاً اگر کونین نہ کھاویں تو یہ سمجھنے سے کہ بخار کے لئے یہ بہت مفید ہے۔ فائدہ نہیں ہوگا اسی طرح قرآن کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھنے سے اسوقت تک فائدہ نہیں ہوگا۔ جب تک کہ اس سے فائدہ نہ اُٹھایا جاوے۔ اس لئے اسے دل سے پڑھو۔ اور اس خیال سے پڑھو کہ فائدہ اُٹھاؤ۔ اور اس غرض سے پڑھو کہ ہم نے اس پر عمل کرنا ہے ٭

گاندہی جی کی رہنمائی اور مسلمان

سندھ خلافت کانفرنس میں شیخ محمد پکھتال ایک نو مسلم انگریز نے جو بمبئی کرانیکل کے ایڈیٹر ہیں۔ خطبہ صدارت پڑھتے ہوئے گاندہی جی کو مسلمانوں کا "بہترین رہنما" قرار دیتے ہوئے فرمایا:۔

"میں جانتا ہوں کہ بعض ایسے اشخاص بھی ہیں جو مسلمانوں کے لئے یہ امر معیوب سمجھتے ہیں کہ وہ ایک ہندو کو اپنا رہنما تسلیم کریں۔ لیکن میرے خیال میں ایک نیک کردار اور روشن ضمیر ہندو جو بلند سطح پر متمکن ہے مسلمانوں کے لئے اس خطا کار مسلمان سے بہتر ہو سکتا ہے جو پست سطح پر کھڑا ہے۔" (سیاست ۱ جون)

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا تمام کے تمام مسلمان "خطا کار اور پست سطح پر کھڑے" ہیں۔ اور انہیں سے کوئی ایک بھی ایسا "بلند سطح پر متمکن" ہونے کے قابل نہیں۔ جس پر گاندہی جی متمکن ہیں۔ اگر یہی مانتے ہیں تو مسلمان ایک ہندو کو چھوڑ جس کو چاہیں۔ اپنا بہترین رہنما سمجھ لیں۔ تو ان پر کوئی افسوس نہیں ہوگا۔ کیونکہ جب ان کی حالت اس درجہ گئی گذری ہے۔ تو ناپسندیدہ سے ناپسندیدہ فعل کا ارتکاب ان سے بعید نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر وہ اپنے آپ کو ایسا نہیں سمجھتے۔ اور انہیں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جن کو اپنے خدا رسیدہ اور اسلام کی تعلیم کا پورا پورا پابند ہونے کا بڑا دعویٰ

ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ بھی گاندھی جی کو اپنا بہترین رہنما قرار دے رہے ہیں۔ جو مسلمان گاندھی جی کو اپنا رہنما سمجھتے ہیں اور ان کے پیچھے چل رہے ہیں۔ وہ کھلے طور پر اسبات کا اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ ان میں سے کوئی بھی اس بلند سطح پر متمکن ہونے کے قابل نہیں ہے۔ جبپر گاندھی جی ان کے نزدیک ہیں۔ لیکن کیا یہ مسلمانوں کے لئے رونے اور ڈوب مرنے کا مقام نہیں ہے

گاندھی جی کی پیروی میں ناکامی

گاندھی جی کا خاص اپنا اخبار ینگ انڈیا لکھتا ہے :۔

"ہم نہایت احترام اور صبر کے ساتھ مہاتما گاندھی کی پیروی کرتے چلے آئے انہوں نے جو کرنے کو کہا۔ ہم نے وہی کیا۔ جس بات سے روکا اس سے باز رہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جیل کا پھاٹک سوراج تک پہنچا دیگا۔ ہزاروں آدمی بخوشی جیل چلے گئے۔ انھوں نے تعلیم کیا کہ قربانی سے فتح حاصل ہوگی سینکڑوں نے اپنی دولت اپنا مرتبہ اپنی اور اپنے کنبہ کی آسایش کو قربان کر دیا۔ ہزاروں نوجوانوں نے ان کے حکم پر اپنی زندگی برباد کر دی۔ پھر بھی حصول سوراج رسو ہنوز دلی دور ہے۔

کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ قربانی کرنیوالوں کی تعداد کافی نہیں ہے ؟ لیکن کیا مہاتما جی کا ارشاد نہیں ہے کہ ایک عمدہ اور مکمل قربانی حصول کے لئے کافی ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا مہاتما جی کا مسئلہ تکلیف انگیزی بھی ماہران سائنس اور دیگر اشخاص کے غلط مسائل کی طرح ہے کہ جب اس کی آزمایش کیجاتی ہے تو ناکامی ہوتی ہے "

اس سے بڑھ کر زبردست اور معتبر شہادت اس بات کے لئے اور کیا ہوگی کہ گاندھی جی کی پیروی کرنے والوں کو کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور یہی وجہ ہے کہ گاندھی جی کے بڑے بڑے جان نثار پیروان کے بتائے ہوئے طریق سے بزدل ہو کر اسے خیرباد کہہ رہے ہیں۔ اس سے دوسرے لوگوں کو بھی اور خاص کر مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور ایک غیر مسلم کی ہدایات کو اپنے لئے ذریعہ کامیابی سمجھ کر تباہی میں نہیں پڑنا چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

یوم الحج

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

۴ ر اگست ۱۹۲۲ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آجکل تو اللہ تعالٰے کے فضل سے روز خطبہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی لمبے خطبہ کی ضرورت نہیں۔ اور خصوصاً اس لئے بھی کہ آج کا دن اس قسم کا دن ہے کہ خطبوں پر زیادہ زور دینے کی بجائے دل سے اللہ تعالٰی کی طرف رجوع ہونے کا دن ہے۔ آج وہ دن ہے کہ ایک ایسے شہر کی طرف اور اس شہر کے ایک ایسے مقام کی طرف جہاں نہ درخت ہے۔ نہ گھانس ہے نہ سبزہ ہے اور نہ پانی میسر ہے۔ بلکہ ایک خشک پہاڑی جس کے پتھر جلکر سیاہ ہوگئے ہیں جس کے اوپر چڑھنا بوجہ پتھروں کی سختی اور کنکروں کی زیادتی کے مشکل ہے۔ جو میدان ہے وہ بھی ریت اور کنکر سے پر ہے۔ اس میدان میں اس وقت جبکہ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ وہاں آس پاس کے نہیں بلکہ دور دور کے علاقوں کے لوگ اور ایسے لوگ جو اپنے سر سے ٹوپی اتار کر چلنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اور جو اپنے شاندار لباس کے بغیر باہر نہیں نکلنا چاہتے۔ جن میں ایسے بھی ہیں جو موٹر کے بغیر چلنا کسر شان سمجھتے ہیں۔ اور جو نرم اور آرام دہ بستروں پر سونے کے عادی۔ وہ اونٹوں پر چڑھکر پھر رہے ہیں جس سے ان کے پیٹ کی انتڑیاں اور معدہ تک ہل جاتا ہے اور پھر اس بے آب وگیاہ میدان میں دوڑتے ہیں۔ وہاں کوئی میلہ نہیں تماشا نہیں۔ بلکہ وہ وہاں اس لئے جاتے ہیں کہ خدا نے اس مقام کو عارفوں کے لئے ایک نشان قرار دیا ہے۔ وہ مقام عرفات کا مقام ہے۔ وہاں خدا ملتا ہے۔ وہ ایک ایسا مقام ہے جہاں درخت نہیں اور ایک بھی درخت نہیں۔ مکان نہیں ایک بھی مکان نہیں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ملتی۔ ہاں وہاں اللہ ہی اللہ ہے وہ مقام برکات اور دعاؤں کا مقام ہے۔ وہاں دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ اور آج کا دن دعاؤں کی قبولیت کا دن ہے اور وہ لوگ بھی جو شریعت کے پابند نہیں۔ انہوں نے تو اس دن کو رسم قرار دے لیا ہے۔ اور عبادت اور ذکر اور دعا کو بھلا دیا ہے۔ اور وہ یونہیں وہیں پھرتے ہیں۔ مگر جو لوگ شریعت سے واقف ہیں وہ اس دن کو دعاؤں اور ذکر میں صرف کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالٰی نے اس دن کی برکت سے دوسروں کو بھی محروم نہیں رکھا۔ پس آج کا دن دعاؤں اور ذکر کا دن ہے۔ اور اس کو قبولیت دعا سے بڑا تعلق ہے۔ پس چاہیئے کہ آج خصوصاً ہمارے دوست دل میں اور زبان سے بھی دعائیں اور ذکر الٰہی کریں۔ یہی آج کا خطبہ ہے۔

مکتوبات امام علیہ السّلام

(مرسلہ مولوی رحیم بخش صاحب۔ ایم۔ اے)

مرتد اور کافر میں فرق

ایک صاحب نے لکھا۔ میں احمدی ہوں۔ مگر میرا بھائی حنفی ہے۔ اور جماعت احمدیہ میرے ساتھ بغض عداوت رکھتے ہیں کہ اپنے بھائی کے ساتھ تعلق یا دوستانہ نہ رکھو۔ اور جھوٹے الزام دیتے ہیں۔ اور والد صاحب کے معتقدی نہیں ہوتے۔ گذارش ہے کہ اس کے ساتھ تعلق رکھنا چاہیئے۔ یا کہ نہ۔ خود احمدی تمام غیر مذاہب کے ساتھ شادی غم میں شامل ہوتے ہیں۔ مگر ہمیں تعلق سے منع کرتے ہیں۔

اس کے جواب میں حضور نے لکھایا کہ مرتد اور کافر میں فرق ہے مرتد اپنے نفسانی خواہشات کے ماتحت اپنا مذہب چھوڑتا ہے اور کافر اپنے آبائی خیالات کا پابند ہے۔ مرتد سے زیادہ میل سوائے تبلیغ اور سمجھانے کے اچھا نہیں۔ باقی مصیبت کے وقت مدد کر دیں۔

شادی پر غیر مذاہب کے لوگوں کو کچھ دینا

ایک صاحب نے لکھا۔ ایک احمدی بھائی لڑکے کی شادی کرنے لگا ہے اس کی بیوی اسکو مجبور کرتی ہے۔ کہ گاؤں کے کل ہندوؤں کے گھروں میں مٹھائی دینا ضروری ہے۔ حالانکہ اس نے قرض اٹھا کر بیاہ کا کام کیا ہے۔ ہرچند اس عورت کو سمجھایا ہے۔ مگر نہیں مانتی۔

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل ایڈیٹر

تریاق چشم اور تازہ سرٹیفکٹ

دارالسلام گوجرانوالہ ۲ راگست ۱۹۲۲ء

مکرم بندہ جناب مرزا صاحب ۔ اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میں عرصہ سات سال سے گکروں کا بیمار تھا ۔ انگریزی علاج میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۔ اعلیٰ سے اعلیٰ ڈاکٹروں کا علاج کرایا ۔ یہاں تک کہ اپریشن کرانے کے بعد سالٹ گرین کا کاسٹک بھی لگوایا مگر بے سود ہیچ تو یہ ہے کہ ہزاروں روپے بہا دئے ۔ لیکن صحت کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا ۔ موسم گرما میرے لئے قیامت کا سماں تھا ۔ آنکھیں ابل پڑتی تھیں ۔ نہ رات کو آرام نہ دن کو چین زندگی تلخ تھی ۔ اور میں زندگی سے بیزار میری جیتی جاگتی سمجھئے ۔ اور حق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا ۔ کہ میں نے آپ کے تریاق چشم کا اشتہار دیکھا ۔ اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق اسے بھی منگوایا ۔ میری زندگی نے پلٹا کھایا ۔ اور ایک ہفتہ میں آپ کے تریاق چشم نے وہ اثر کیا ۔ جو برسوں میں نہ ہوا ۔ مناسب سمجھا کہ اس نعمت غیر مترقبہ سے اپنے دوستوں کو محروم نہ رکھوں ۔ اس لئے اپنے مکرم دوست مولوی فضل کریم صاحب و میاں ناصر علی صاحب متعلمان بی ۔ اے کلاس اسلامیہ کالج لاہور کو بھی استعمال کرایا ۔ اور دونوں صاحبوں نے بہت مفید پایا ۔ واقعی معجز مجھے ڈر ہے کہ اسے مبالغہ تعبیر نہ کیا جائے ۔ مگر حق کیونکر چھپ سکتا ہے ۔ جس نے برسوں کا دکھ سہا ہو ۔ اور پھر راحت نصیب ہوئی ہو ۔ اس کی تعریف میں رطب اللسان کیوں نہ ہو کسی کی بدقسمتی کی سب سے بیّن دلیل تریاق چشم کی موجودگی میں کسی اور دوائی کا استعمال کرنا ہے ۔ میں تمام اُن حضرات سے جو آنکھوں کی کسی بیماری میں مبتلا ہوں ۔ بزور سفارش کرونگا ۔ کہ وہ تریاق چشم کو آزمائیں ۔ فائدہ اٹھائیں ۔ اور بے فائدہ وقت اور روپیہ ضائع نہ کریں ۔ آپ کو اختیار ہے کہ بنی نوع انسان کی بہتری کیلئے جس طرح مناسب خیال فرماویں اس تحریر کو استعمال کریں ۔ والسلام ۔ خاکسار بشیر احمد بی ۔ اے (آنرز) احمدی ۔ قیمت تریاق چشم فی تولہ پانچ روپیہ ۵ محصول وغیرہ ۱۱ ؍ بذمہ خریدار ہوگا ۔ (المشتہر)

خاکسار مرزا حاکم بیگ صاحب موجد تریاق چشم گجرات گڈھی شاہدولہ

اکسیر جنین خزینۂ فضل

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں ۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور فائدہ خلق اللہ کے لئے اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ بنی نوع انسان حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کا وہ مجرب المجرب نسخہ پورے طور پر طیار کیا ہے جس سے کئی گھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں ۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے یہ وہ گھر ہیں جو اسقاط حمل کی وجہ سے یعنی اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے ۔ یا جن کی اولا پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر راہ دارالبقا لے لیتے تھے ۔ یا جن کے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ بچہ پیدا ہوتے تھے ۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور نا امید ہو چکے تھے ۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ان تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی گھر بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں ۔ آپ بھی خدا پر بھروسہ رکھیں اور ان گولیوں کا استعمال کرائیں اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کریں ۔ ان کے فوائد کے لحاظ قیمت بہت کم ہے ۔ تاکہ ہر ایک فائدہ اٹھائے ۔

قیمت فی تولہ (عہ)

ایام حمل ورضاعت کے لئے ۲ تولہ گولیاں کافی ہیں ۔ یکدم منگانے والے کو محصول ڈاک معاف ۔

نظام جان منیجر دوائی خانہ ہمدرد مرلیضان

قادیان ضلع گورداسپور ۔ پنجاب

امرتسر بڑی تجارت کی منڈی ہے

ہر ایک قسم کا مال مثل منیاری ۔ بزازی ۔ لوہار ۔ لکڑی ۔ چمڑا ۔ شال ترگوٹہ اور جس جس قسم کا چاہیں ۔ ہماری معرفت منگائیں انشاء اللہ عمدہ اور بکفایت روانہ ہوگا ۔ نرخ دینے چاہئیں ۔ نصف روپیہ پیشگی اور نصف کا دی پی یا بذریعہ بنک سارا روپیہ پیشگی روانہ کرنے والوں کو ایک فیصدی کمیشن دیا جائیگا ۔ اگر کسی قسم کا مال فروخت کرانا ہو تو آڑہت پر ہو سکتا ہے ۔

احمدی برادرس امرتسر

سُورۂ نور وہ سورۃ ہے جسمیں عورتوں کے متعلق خاص احکام بیان ہوئے ہیں ۔ چونکہ ان سے ناواقفیت عورتوں کو دین و دنیا میں تباہ کردیتی ہے اور ان پر عمل کرنے سے عورت خاوند کے لئے سکینت اور راحت کے لئے باعث فخر بنجاتی ہے اس لئے

نور کی تفسیر

احباب کو چاہئیے ۔ کہ سورۂ نور کی تفسیر فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ ان کو پڑھائیں ۔ قیمت عمر ملنے کا پتہ دفتر ایڈیٹر الفضل ۔ قادیان (گورداسپور)

میں اپنا مکان فروخت کرتا ہوں

مجبوری کی وجہ سے اپنا مکان فروخت کرتا ہوں جو بورڈنگ ہائی سکول بالمقابل شرقی رخ پر دارالفضل میں برلب سڑک کلاں ۵۰۰ مربع گز زمین ہے ۔ چار کوٹھریاں دو کمرے بڑے بڑے ہیں ۔ جو ۲۸ فٹ طول اور ۱۳ فٹ عرض کے ہیں ۔ باورچیخانہ غسل خانہ سب ضروریات موجود ہیں ۔

باہر سے پختہ ہے ۔ اندر سے کچھ خام قیمت کا فیصلہ بالمشافہ طے کر لیں ۔ یا اپنے کسی دوست قادیان میں رہنے والے کی معرفت خط وکتابت سے معاف رکھیں ۔

سید عزیز الرحمٰن عزیز ہوٹل قادیان

پنجاب

الخطبہ

اللہ دتا یا مستری ساکن فیروز والا دگو جرانوالہ جو خاصہ کاریگر ہے عمر ۱۸-۱۹ سال ہے۔ اس کیلئے رشتہ نکاح کی ضرورت ہے صاحب مذکور سے اہل حاجت خط و کتابت کریں۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب منصف درجہ اول ظفروال مقام نارووال باختیارات جج مطالبہ خفیفہ

جیت رام ولد شیدا اس قوم برہمن ساکن داؤد تحصیل ظفروال مدعی

بنام

نتو خاں ولد محمد بخش قوم پٹھان ساکن ڈیریانوالہ تحصیل ظفروال مدعا علیہ

دعویٰ [illegible] بروئے تمسک

بنام نتو خاں ولد محمد بخش قوم پٹھان ساکن ڈیریانوالہ مدعا علیہ مقدمہ بالا میں بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ تم دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتے ہو۔ اس لئے تمہارے نام اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ [illegible] ۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کرو ورنہ تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ آج بتاریخ ۳ ماہ اگست ۱۹۲۲ء ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط افسر — مہر عدالت

غیر ممالک کی خبریں

ہندوستان کے متعلق وزیر اعظم کی تقریر

۴ اگست انڈین سول سروس کے متعلق جو مباحثہ پارلیمنٹ میں ہوا اس کے آخر میں مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم نے ایک تقریر کی جس میں اصلاحات کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہم کو ان تجربات کے متعلق رائے قائم کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ اور بحالات اس کے میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہندوستان کے لیڈر اپنی کسی کارروائی سے ہمیں جلدی فیصلہ کرنے پر مجبور نہیں کرینگے۔ کئی ایک قابل اور ممتاز ہندوستانیوں نے تجربہ کو کامیاب بنانے میں بہترین کوشش کی ہے لیکن دوسرے لوگ مستعدی کے ساتھ اصلاحات کے مخالف رہے۔

تحریک عدم تعاون کی موجودہ حالت کے متعلق کہا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ایک سال یا پانچ سال کے بعد دوسرا انتخاب ہوگا۔ اس وقت تحریک عدم تعاون پژمردگی کی حالت میں ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ آئندہ انتخاب میں وہ کیا حصہ لینگے نان کوآپریٹروں کے کونسلوں میں داخل ہونے کے ذکر پر کہا۔ اگر اس قسم کی کوئی تبدیلی کونسلوں میں واقع ہوئی۔ تو وہ ایک سنجیدہ حالت ہوگی ایک بات میں صاف کئے دیتا ہوں۔ کہ کسی حال میں بھی برطانی گورنمنٹ ہندوستان کے متعلق اپنی ذمہ داری سے دست بردار نہ ہوگی۔ ہندوستان کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے۔ کہ یہاں خواہ کوئی پارٹی حکمران ہو۔ وہ اس اصول پر کاربند رہیگی۔ ذمہ داری بجا لانے کیلئے جو کچھ بھی ہم کو کرنا ہوگا۔ وہ ضرور کرینگے۔ ہم باشندگان ہند کے سامنے ذمہ دار ہیں۔ ہندوستان میں مختلف قسم کی نسلوں اور مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔ اگر برطانیہ اپنا زبردست ہاتھ اٹھالے۔ تو لڑائی جھگڑے۔ بدامنی اور انارکی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ یا تو ہندوستان زبردست منصوبے بازوں کا یا کسی زبردست حملہ آور کا شکار ہو جائیگا۔ اور جس وقت ہندوستان پر ہم نے قبضہ کیا تھا۔ اس سے پہلے ہندوستان کی تاریخ کا یہی حال تھا اگر برطانیہ نے ہاتھ اٹھا لیا۔ تو یہ سب سے بڑی بے وفائی ہوگی۔ نہ صرف اس وسیع ملک کے متعلق بلکہ والیان ریاستہائے ہند کے متعلق بھی ہمارا فرض ہے۔ جو شہنشاہ معظم کی باجگذار ہیں۔ وہ ہندوستان کے حصہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ تخت کے ساتھ وفادار رہی ہیں۔ ہم نے ان کو امپیریل کونسلوں میں دعوت دی ہے۔ اور گورنمنٹ میں مدد دینے کیلئے دعوت دی ہے۔ ہم نے ان کو فوج میں دعوت دی ہے۔ اور سول سروس میں دعوت دی ہے۔ یہ ایک لازمی ارتقا تھا لیکن میں یہ بات کھول کر کہے دیتا ہوں کہ تمام باتیں اس مطلب کیلئے نہیں ہیں۔ کہ ہماری حکومت کا خاتمہ ہو جائے۔ بلکہ اس غرض سے کہ اس فرض کی ادائیگی میں سلطنت برطانیہ کے اندر ہم ان کو حصہ دار بنائیں۔ انتظام حکومت کے لئے ہندوستانی سول ملازمین ہندوستانی سپاہیوں ہندوستانی ججوں اور ہندوستانی واضعان آئین کی امداد ضروری ہے۔ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ انگریز افسروں کی امداد بھی مسلسل طور پر جاری رہے۔ ان کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ صرف ۱۲۰۰ انگریز افسر ۳۱ کروڑ آدمیوں پر حکومت کر رہے ہیں۔ اس میں پولیس۔ میڈیکل سروس شامل نہیں ہیں۔ ۹۰۰ پولیس افسر ہیں۔ اور ۷۰۰ انگریز ڈاکٹر یعنی کل ۲۵۰۰ آدمی اتنی بڑی سلطنت کا کام خاموشی کے ساتھ اور بڑی قابلیت سے کئی نسلوں سے کرتے چلے آتے ہیں دنیا کی تاریخ میں اسکی مثال کہیں نہیں ملے گی۔ اس پر ہم کو فخر کرنا چاہئے میرے خیال میں دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں انتظام حکومت ایسا عمدہ ہو وہاں بڑے بڑے علاقوں پر وہ افسر حکومت کر رہے ہیں جن کا نام بھی کبھی مشہور نہیں ہوتا ہندوستان بہ نسبت اپنی قوم کے افسروں کی انگریز افسروں پر زیادہ اعتماد رکھتے ہیں۔

(ایڈیٹر شیخ [illegible] الحاج صاحب قادیان پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر [illegible] کیلئے شائع ہوا)